ماہنامہ انصار اللہ

سب طبقات کی تنظیم

حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ نے جلسہ سالانہ 1942ء کی تقریر میں فرمایا:۔

ہمیں اپنے اندر ایسی خوبیاں پیدا کرنی چاہیں کہ دوسرے ان کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں اور پھر تعداد بھی بڑھانی چاہیئے ۔اگر گلاب کا ایک ہی پھول ہو اور وہ دوسرا پیدا نہ کر سکے تو اس کی خوبصورتی سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا فتح تو آئندہ زمانہ میں ہونی ہے اور معلوم نہیں کب ہو۔لیکن ہمیں کم سے کم اتنا تو اطمینان ہو جانا چاہیئے کہ ہم نے اپنے آپ کو ایسی خوبصورتی کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے کہ دنیا احمدیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتی احمدیت کو دنیا میں پھیلا دینا ہمارے اختیار کی بات نہیں لیکن ہم اپنی زندگیوں کا نقشہ ایسا خوبصورت بنا سکتے ہیں کہ دنیا کے لوگ بظاہر اس کا اقرار کریں یا نہ کریں، مگر ان کے دل احمدیت کی خوبی کے معترف ہو جائیں اور اس کے لئے جماعت کے سب طبقات کی تنظیم نہایت ضروری ہے۔

(سبیل الرّشاد جلد اوّل صفحہ 63)

نومبر 2009ء
نبوت 1388 ہش

☆ ☆ ☆

ایڈیٹر : نصیر احمد انجم

ہو تمہی کل کے قافِلہ سالار

وقت کم ہے۔ بہت ہیں کام۔ چلو
مَلگجی ہو رہی ہے شام ۔ چلو
زندگی اس طرح تمام نہ ہو
کام رہ جائیں ناتمام ۔ چلو
کہہ رہا ہے خِرامِ بادِ صَبا
جب تلک دَم چلے مُدام چلو
مَنزِلیں دے رہی ہیں آوازیں
صُبح محو سفر ہو ، شام چلو
ساتھیو! میرے ساتھ ساتھ رہو
قُربتوں کا لئے پَیام ۔ چلو
تم اُٹھے ہو تو لاکھ اُجالے اُٹھے
تم چلے ہو تو بَرق گام چلو
کبھی ٹھہرو تو مثلِ اَبرِ بہار
جب بَرَس جائے فیضِ عام ۔ چلو
رات جاگو مَہ و نجوم کے ساتھ
دِن کو سُورج سے ہم خِرام چلو
ہو تمہی کل کے قافِلہ سَالار
آج بھی ہو تمہی اِمام ۔ چلو
تم سے وَابَستہ ہے جہانِ نو
تمہیں سونپی گئی زِمام ۔ چلو
آگے بڑھ کر قدَم تو لو ۔ دیکھو
عہدِ نَو ہے تمہارے نام ۔ چلو
پیشوائی کرو ۔ تمہاری طرف
آرہا ہے نیا نِظام ۔ چلو
اے خوشا۔ دِل بَیار۔ دَست بکار
لہر دَر لہر شاد کام چلو
میرے پیارو! خدا کے پیاروں پر
دائماً بھیجتے سَلام چلو
زیرو بَم میں دِلوں کی دھڑکن کے
مَوجزن ہو خدا کا نام ۔ چلو
دِل سے اُٹھے جو نعرہ تکبیر
ہو ثُرّیا سے ہمکلام ۔ چلو

(کلامِ طاہر صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱)

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

نبوت 1430 ہش نومبر 2009ء

جلد ---------------------- 50-

شمارہ ---------------------- 11

فون نمبر 82047-62129۔ فیکس 047-6214631

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

ناظمین

- ریاض محمود باجوہ
- صفدر نذیر گولیکی
- محمود احمد اشرف

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ .... ڈیڑھ سو روپے

قیمت فی پرچہ .... 15 روپے

اس شمارہ میں

اداریہ 2

القرآن 3

حدیث نبویؐ 4

عربی منظوم کلام 5

فارسی منظوم کلام 6

اردو منظوم کلام 7

کلام الامام 8

نماز باجماعت 9-14

ھستی باری تعالیٰ 15-24

مورخ احمدیت (نظم) 25

حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دُعا 26-33

دکھ درد سے ہی زندگی پاتی رہی جلا (نظم) 34

احساس کا لمحہ (نظم) 35

مرزا غلام قادر شہید کا اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک 36-39

دعائیں 40

اداریہ

خود احتسابی

آجکل ملک میں ہر طرف احتساب، احتساب کی آوازیں بلند ہوتی رہتی ہیں اس پر میرا دھیان خود احتسابی کی طرف منتقل ہوا دوسروں کے احتساب سے شاید بلکہ یقیناً زیادہ ضروری امر اپنا احتساب ہوتا ہے۔ جن افراد اور جن قوام میں خود احتسابی کی عادت ہو دوسروں کو ان کے احتساب کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ محاسبہ نفس کی تلقین کرتے ہوئے قرآن مجید میں یہ ہدایت ہے **وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ**

ہر نفس کو چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے خود احتسابی کی تلقین ان الفاظ میں کی جو جوامع الکلم کہلانے کے مستحق ہیں۔

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، خود اپنا محاسبہ کر لیا کرو۔

یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جب احتساب کسی خارجی یا بیرونی قوت کی طرف سے ہو تو اس میں بہت سختی ہوتی ہے۔

مَنْ حُوْسِبَ نُوْقِشَ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر آسمان سے آواز آئے کہ صرف ایک شخص کی بخشش ہوگی تو میں یہ سمجھوں گا کہ یہ میں ہوں اور اگر آسمان سے آواز دی جائے کہ صرف ایک شخص کو سزا دی جائے گی تو میں سمجھوں گا کہ یہ میں ہوں سبحان اللہ ایمان، خوف ورجاء کے مابین کیفیت کا نام ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ ارشاد اسکی بہترین مثال ہے نیز اس میں محاسبہ نفس کا بھی دلنشین درس دیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے اس مضمون کو اپنے انداز میں یوں بیان فرمایا **لَا لِیَ وَلَا عَلَیَّ**

کہ اگر خدا میرے ساتھ یہ معاملہ کرے کہ مجھے کوئی انعام بھی نہ دے اور کوئی سزا بھی نہ دے تو میں اس پر بھی راضی ہوں۔

اللہ اللہ! یہ ہستیاں جو پاکباز اور مقرب الی اللہ گروہ کے سرخیل ہیں انکی عاجزی ملاحظہ ہو اور محاسبہ نفس کے متعلق انکے ارشادات زیر نظر لایئے اور پھر اپنی طرف ہر صاحب بصیرت نگاہ کرے۔ مجھے اور آپ کو ضرورت ہے کہ ہم دوسروں کے عیب ونقائص تلاش کرنے سے پہلے اپنے اندر جھانکیں اگر ہم اپنا محاسبہ کریں تو شاید بہادر شاہ ظفر کے اشعار ہم پر پورے اتریں۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

القرآن

استقامت کا انعام

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٤﴾
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا
جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾

(سورۃ الاحقاف)

ترجمہ:۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے پھر (اس پر) استقامت اختیار کی تو نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی اصحابِ جنت ہیں۔ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، اُن اعمال کی جزا کے طور پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی ﷺ

محبت الٰہی کا حصول

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہِ عَنْہُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : کَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام یوں دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور اُن لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں۔ اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 121)

☆ ☆ ☆

Z:\Work\Monthly Ansarullah\2009\04 April\03-Quran.inp

عربی منظوم کلام

وَمَا مِنْ مَّلْجَاً مِّنْ دُونِ رَبٍّ

اِلَی الدُّنْیَا اَوٰی حِزْبُ الاَجَانِیْ

وَحَسِبُوْھَا جَنًی حُلْوَ الْمَجَانِیْ

ان لوگوں نے جو بہت ہی گناہوں میں مبتلا ہیں دنیا کو اپنی جائے پناہ قرار دیا ہے اور دنیا کو ایک شیریں اور سہل الحصول میوہ سمجھ لیا ہے

نَسُوْا مِنْ جَھْلِھِمْ یَوْمَ الْمَعَادِ

وَتَرَکُوْا الدِّیْنَ مِنْ حُبِّ الدِّنَانِ

اپنی نادانی کے سبب سے معاد کے دن کو بھلا دیا ہے اور شراب کے خموں سے پیار کرکے دین کو چھوڑ دیا ہے۔

وَاَنّٰی الاَمْنُ مِنْ تِلْکَ الْبَلَایَا

سِوَی اللّٰہِ الَّذِیْ مَلِکَ الاَمَانِ

اور ان بلاؤں سے نجات پانا لوگوں کے لئے غیر ممکن ہے بجز اس کے کہ اس خدا کا رحم ہو جو امان بخشنے کا بادشاہ ہے

وَمَا مِنْ مَّلْجَاٍ مِّنْ دُوْنِ رَبٍّ

کَرِیْمٍ قَادِرٍ کَھْفِ الزَّمَانِ

اور ان آفتوں سے بچنے کے لئے بجز اس خدا کے کوئی گریز گاہ نہیں ہے جو کریم اور قادر اور زمانہ کی پناہ ہے

(القصائد الاحمدیہ جدید ایڈیشن صفحہ 116-117)

فارسی منظوم کلام

قربان تست جانِ من اے یارِ محسنم

قربان تست جانِ من اے یارِ محسنم
بامن کدام فرق تو کردی کہ من کنم

اے میرے محسن دوست میری جان تجھ پر قربان ہے تونے مجھ سے کونسا فرق کیا ہے کہ میں تجھ سے کروں

ہر مطلب و مراد کہ می خواستم زغیب
ہر آرزو کہ بود بخاطر معیّنم

ہر مراد اور مدعا جو میں نے غیب سے طلب کیا اور ہر خواہش جو میرے دل میں تھی

از جود دادہ ء ہمہ آں مدعائے من
و از لُطف کردۂ گذر خود بمسکنم

تونے اپنی مہربانی سے میری وہ مرادیں پوری کردیں اور مہربانی فرما کر تو میرے گھر تشریف لایا

ہیچ آ گہی نبود زِ عشق و وفا مرا
خود ریختی متاعِ محبت بدامنم

مجھے عشق و وفا کی کچھ بھی خبر نہ تھی۔ تونے ہی خود محبت کی یہ دولت میرے دامن میں ڈال دی

ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ
بود آں جمالِ تو کہ نمود است احسنم

اس سیاہ مٹی کو تونے خود اکسیر بنا دیا وہ صرف تیرا ہی جمال ہے جو مجھے اچھا لگا

(درثمین فارسی مترجم صفحہ 194)

اردو منظوم کلام

ہم اُسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا

ملکِ رُوحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گذرے ہیں امیر و تاجدار
داغِ لعنت ہے طلب کرنا زمیں کا عزّ و جاہ
جس کا جی چاہے کرے اس داغ سے وہ تن فگار
کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذِلّت سے ہو راضی اُسپہ سو عزت نثار
ہم اُسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا
چھوڑ کر دنیائے دوں کو ہم نے پایا وہ نگار
دیکھتا ہوں اپنے دل کو عرشِ ربّ العالمین
قرب اتنا بڑھ گیا جس سے ہے اُترا مجھ میں یار
دوستی بھی ہے عجب جس سے ہوں آخر دو یکتی
آ ملی اُلفت سے ہو کے دو دل پہ سوار
دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے
ایک دل کرتا ہے جُھک کر دوسرے دل کو شکار
کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار
اس کے پانے کا یہی اے دوستو اک راز ہے
کیمیا ہے جس سے ہاتھ آجائیگا زر بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 141)

Z:\Monthly Ansarullah\2009\04 April\08-Urdu.inp

کلام الامام

خدا تعالیٰ کی محبت کی دو علامات

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اُسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلشانہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دُعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعہ سے اُن کو اطلاع دے دیتا ہے۔ تب اُن کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دُعائیں سُنتا اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اُسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے''۔

(حجۃ الاسلام صفحہ 2)

☆☆☆

نماز باجماعت کی اہمیت

(مکرم رانا غلام مصطفیٰ منصور صاحب)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں متقیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔
''جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں''۔
(البقرۃ:2)

ہمارے آقا ومولا سیدنا حضرت اقدس محمد عربی ﷺ نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس قدر تاکید کرتے ہیں کہ۔
''حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔میرے دل میں آیا کہ میں کہوں! لکڑیاں اکٹھی کی جائیں اور کہوں کہ آذان دی جائے۔پھر کسی آدمی سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان آدمیوں کے پاس جاؤں جو نماز پڑھنے نہیں آئے ان کے گھروں کو مع ان کے جلا دوں۔اور قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان میں سے کسی کو علم ہوتا اسے گوشت کی ایک موٹی ہڈی یا دو اچھے پائے ملیں گے تو وہ (اس کے لئے) عشاء کی نماز میں ضرور موجود ہوتا۔

(بخاری کتاب الاذان باب وجوب صلوٰۃ الجماعۃ)

سیدنا حضرت محمد عربی ﷺ جنہیں رب کائنات نے فرمایا: **لولاک لما خلقت الافلاک** کہ اے محمد ﷺ اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو کائنات کی کوئی چیز پیدا نہ کرتا جس کے لئے زمین و آسمان بنائے گئے۔اور کائنات کی ہر چیز پیدا کی گئی۔
وہ اپنے مولیٰ کی آواز پر لبیک کہنے میں مرتے دم تک مستعد رہا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا:۔

''پس اسی بناء پر چاہئے کہ تو انہیں دعوت دے اور مضبوطی سے اپنے موقف پر قائم ہو جا۔جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے''۔(الشوریٰ)

جس امر کی دعوت دینے کا آپ کو جس طرح حکم ہوا اسی طرح آپ نے بلندیوں سے پکار پکار کر بانگ بلند تمام جہان کو دعوت دی اور اس دعوت کے مطابق خود بھی اس خوبی سے عمل کیا ہے کہ اس کی نظیر داعیان حق کی زندگیوں میں ملنی ناممکن ہے۔آپؐ مرض الموت میں مبتلا تھے۔چلنے کی طاقت نہ تھی۔ذرا سا افاقہ آپ نے محسوس کیا اور دو آدمیوں (حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ) کے کندھوں پر سہارا لئے پاؤں گھسیٹتے ہوئے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوۃ کی آواز پر آپ مسجد پہنچے اور نماز باجماعت ادا کی۔
یہ وہ دعوت تامہ اور صلوٰۃ قائمہ ہے جس کا پاک نمونہ ہم اپنے آقائے نامدار ﷺ کی زندگی میں پاتے ہیں۔اور جس وقت مسلمان اس پر کاربند تھے۔انہوں نے ایک دنیا کی کایا پلٹ دی اب بھی ان کی کامیابی کا راز دو چیزیں ہیں۔تبلیغ کما حقہ اور پابندی نماز کما حقہ دونوں باتیں اسلام اور مسلمان کی جان ہیں۔مرض الموت میں شدت بیماری میں رسول کریم ﷺ کا نماز فرض کی ادائیگی کے لئے مسجد میں آنے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔''جب رسول ﷺ اس بیماری میں

مبتلا ہوئے جس میں آپ فوت ہو گئے تھے۔ نماز کا وقت ہوا اور اذان دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تب حضرت ابو بکرؓ نکلے اور نماز پڑھائی۔ نبی ﷺ نے اپنے اندر کچھ تخفیف محسوس کی تو آپ دو آدمیوں (یعنی حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ) کے ساتھ سہارا لئے ہوئے نکلے۔ (مجھے یہ ایسا ہی یاد ہے) گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہی ہوں کہ آپ کے پاؤں بوجہ بیماری کی تکلیف کے (زمین پر لکیریں) ڈالتے ہوئے جا رہے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی کریم ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ہی رہیں۔ پھر آپ کو لایا گیا۔ آخر آپ ابو بکرؓ کے پہلو (بائیں طرف) بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ آپ کی نماز کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے۔ اور لوگ حضرت ابو بکرؓ کی نماز کی اقتداء میں پڑھتے تھے''۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب حد المریض ان شھد الجماعۃ)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے۔ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے پچیس حصے بڑھ کر ہے۔ اور رات کے ملائکہ اور دن کے ملائکہ فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الفجر فی جماعۃ)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ اذان میں اور پہلی صف میں کیا ثواب ہے۔ اور پھر اس کے لئے قرعہ ڈالنے کے سوا کوئی چارہ نہ پاتے تو اس کے لئے ضرور قرعہ ڈالتے۔

اور اگر وہ جانتے کہ ظہر کی نماز کے لئے اوّل وقت میں کیا ثواب ہے تو وہ اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے اور اگر وہ جانتے کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کیا ثواب ہے تو وہ ان میں آتے اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے آتے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان)

پھر میرے آقا و مولیٰ حضور ﷺ نماز با جماعت کی فضیلت اور اجر و ثواب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبعٍ وَّ عشرين درجةً

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

فرمایا با جماعت نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے بڑھ کر ہوتی ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد کی طرف نکلے اس حال میں کہ اسے صرف نماز ہی نکال رہی ہو تو جو قدم بھی وہ اٹھائے گا اس ایک قدم پر اس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ دور کر دیا جائے گا اور جب وہ نماز پڑھے گا تو جب تک وہ اپنی نماز گاہ میں رہے گا۔ ملائکہ اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہیں گے۔ کہیں گے اے اللہ! اس پر خاص رحمت فرما، اس پر خاص رحم فرما اور تم میں سے وہ آدمی گویا نماز میں ہوتا ہے۔ جب تک وہ نماز کا انتظار کرے۔ **(صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)**

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے سب سے بڑا ثواب حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دور سے چل کر آتے ہیں پھر وہ ہیں جو ان سے کم دور سے چل کے آنے والے ہیں اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ امام کے ساتھ پڑھتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ ثواب حاصل کرنے والا ہوگا جو نماز پڑھ کے سو جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الفجر فی جماعۃ)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی شخص لانے والا نہیں جو مجھے مسجد تک لے آئے اور اس نے چاہا کہ آپ اجازت دیں تو میں نماز گھر میں پڑھ لیا کروں آپ نے اسے اجازت دے دی پھر جب وہ واپس لوٹا تو آپ نے فرمایا کہ تم نماز کے لئے اذان کی آواز سنتے ہو اس نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا تمہارا مسجد میں آنا ضروری ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المساجد باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسجد کو صبح وشام جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اپنی مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے

(بخاری کتاب الاذان باب فضل من غدا الی المسجد)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نماز باجماعت کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے۔ اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلّہ کی (بیت الذکر) میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی (بیت الذکر) میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں۔ اور کل زمیں کے (.......) سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے''۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 281-282)

نماز باجماعت کی اہمیت اور ضرورت اور افادیت بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

''نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اسکا پابند بناؤ۔ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستگی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ہے۔ میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی

چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی۔ سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے پھر بھی میرے نزدیک اس کی اصلاح کا موقع ہاتھ سے نہیں گیا۔ ایک شمہ بھر اور ایک رائی کے برابر بھی میرے دل میں نہیں آتا کہ کوئی شخص نماز باجماعت کا پابند ہو اور پھر اس کی اصلاح کا کوئی موقع نہ رہے۔ خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہوگیا ہو نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بد اعمال نہ ہوگیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہوسکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کے لئے اصلاح کا موقع ہے مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو، کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔

مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جاسکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے''

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ نمبر 651-653)

ایک اور جگہ حضرت مصلح موعود (....) نماز باجماعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا ہے، نماز باجماعت کا حکم دیا ہے۔ خالی نماز پڑھنے کا کہیں بھی حکم نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت اہم اصول دین میں سے ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی آیات کو دیکھ کر کہ جب بھی نماز کا حکم بیان ہوا ہے نماز باجماعت کے الفاظ میں ہوا ہے تو صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نماز صرف تبھی ادا ہوتی ہے کہ باجماعت ادا کی جائے۔ سوائے اس کے کہ ناقابل علاج مجبوری ہو۔ پس جو کوئی شخص بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان یا دوسرے (.....) کے موجود نہ ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا۔

قرآن کریم میں نماز پڑھنے کا جہاں بھی حکم آیا ہے **اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ** کے الفاظ سے آیا ہے۔ کبھی بھی خالی **صَلُّوْا** کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے یہ امر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اصل حکم یہ ہے کہ فرض نماز کو باجماعت ادا کیا جائے۔ اور بغیر جماعت کے نماز صرف مجبوری کے ماتحت جائز ہے۔ جیسے کوئی کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے تو اسے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے پس جس طرح کوئی کھڑا ہوکر نماز پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو، لیکن وہ بیٹھ کر پڑھے تو یقیناً وہ گنہگار ہوگا۔ اسی طرح جسے باجماعت نماز کا موقع مل سکے مگر وہ باجماعت نماز ادا نہ کرے تو وہ بھی گنہگار ہوگا''۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ نمبر 105-106)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

''اسلام نے چونکہ عبادت کو ایک اجتماعی فعل قرار دیا ہے۔ اور چونکہ اس نے سب قوموں کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اس لئے اس نے اپنی عبادت میں ان تمام ہیئتوں کو جمع کر دیا ہے جن کے ذریعہ مختلف اقوام کو ادب و محبت کے اظہار کی عادت ہے۔ اور جو مختلف حالتوں میں مختلف انسانوں کے دل میں عقیدت اور ادب کے جذبات کو اُبھار دیتی ہیں۔ اور اس کی نماز ایسی جامع اور کامل ہے کہ اور کسی مذہب کی نماز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے اجتماعی نمازوں کا حکم دیا ہے کیونکہ جب مختلف استعدادوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں تو ایک کے قلب کی حالت کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے اور کمزور قوی کی قوت ایمان کو اپنے دل پر تاثیر ڈالتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے کمزور اور قوی سب کو اس اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے نماز باجماعت کا حکم دیا ہے۔ تا کہ کمزور بھی قوی کے ساتھ مل کر ان مواقع کو پاتے رہیں جو ان کے دلوں کے اندر صفائی پیدا کریں اور قوی ایمان والوں کے دلوں سے نکلنے والی مخفی تاثیرات کو اپنے اندر جذب کر کے صفائی قلب پیدا کر سکیں''۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ نمبر 118-119)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نماز باجماعت کی اہمیت اور اس کا اثر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ ''اگر ہم ساری دنیا میں یہ کام کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور احمدیوں کی بھاری اکثریت نماز پر اس طرح قائم ہو جائے کہ جہاں باجماعت نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ وہاں لازماً باجماعت نماز پڑھی جارہی ہو۔ اور جہاں باجماعت نماز ممکن نہ ہو وہاں انفرادی نماز کا انتظام ہو اس کو تمام شرائط کے ساتھ ادا کیا جائے توجہ کے ساتھ اور سوز و گداز کے ساتھ ادا کیا جائے۔ تو اس سے اتنی بڑی طاقت پیدا ہو جائے گی کہ ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی''۔

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ نمبر 199-200)

جب آدمی اکیلا ہو تو باجماعت نماز کیسے پڑھے اس مشکل کا حل سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ دربار نبوی ﷺ سے پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''دوسرے جہاں تک ساتھیوں کا تعلق ہے یہ مسئلہ بھی آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ کے لئے حل فرما دیا۔ ایک صحابی نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ باجماعت نماز پر بہت زور دیتے ہیں تو اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں تو ایک چرواہا ہوں ایک مزدور ہوں لوگوں کے چند پیسوں پر بھیڑیں پالنے کے لئے اکثر زندگی جنگل میں گزارتا ہوں اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی بھی موجود نہیں ہوتا میں تو باجماعت نماز کی ادائیگی سے محروم ہو جاؤں گا۔ میرے لئے کیا حکم ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بھی کوئی مشکل نہیں جب بھی نماز کا وقت آیا کرے تم اذان دے دیا کرو اگر کوئی مسافر دور سے گزرتا ہوا تمہاری آواز کو سن لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈال دے گا اور وہ آ کر تمہارے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے گا پھر فرمایا اگر کوئی مسافر بھی نہ ہو اور کوئی آواز نہ سن رہا ہو، تو خدا آسمان سے فرشتے اتارے گا جو تمہارے پیچھے نماز کے لئے کھڑے ہو

جائیں گے اور اس طرح تمہاری نماز باجماعت ہو جائے گی"۔

(خطبات طاہر جلد 1 صفحہ نمبر 120-121)

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 18۔اپریل 2008ء کو اپنے خطبہ جمعہ بر موقع جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ گھانا بمقام باغ احمد میں فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ حکم فرمایا ہے بلکہ قرآن کریم کی ابتدا میں ہی یہ بتا دیا کہ ایک متقی کی نشانی اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بعد یہ ہے کہ وہ باقاعدہ نماز کا حق ادا کرنے والا ہو اور نماز کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ نماز کا حق یہ ہے کہ اس کے مقررہ اوقات میں ادا کی جائے۔ یعنی جہاں (بیت الذکر) یا نماز سینٹرز ہوں وہاں جا کر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ کسی دنیاوی کام کو کرنے کے لئے نمازوں کو جمع کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ عورتیں جن کو کوئی شرعی عذر نہ ہو گھر میں باقاعدہ نماز ادا کریں عورتوں کے لئے نماز معاف نہیں ہے پس ایک (.....) کے حقیقی مومن کہلانے کے لئے نماز ایک انتہائی بنیادی حکم ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 17۔جون 2008ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ نماز باجماعت پابندی سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **(آمین)**

سالانہ اجتماع انصاراللہ کا التواء

مجلس انصاراللہ پاکستان کا سالانہ اجتماع مورخہ 23,24,25۔اکتوبر 2009ء حکومت کی طرف سے تا حال اجازت نہ ملنے کی وجہ سے ملتوی کیا جاتا ہے۔ ان تاریخوں میں یہ اجتماع نہیں ہو سکا۔ ضلعی عہدیداران جملہ مجالس کو یہ اطلاع پہنچا دیں۔ شکریہ

قائد عمومی مجلس انصاراللہ

پاکستان ربوہ

ہستی باری تعالیٰ

(مکرم محمد شفیع خان صاحب لاہور)

۱۔ ہستی باری تعالیٰ کا نظام قدرت

باری تعالیٰ کا نظام قدرت اس قدر وسیع وعریض ہے کہ کسی صورت میں بھی اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ باری تعالیٰ کا یہ قائم کردہ نظام بے عیب، بے مثل اور حیرت انگیز طور پر کروڑوں برسوں سے بغیر کسی نقص یا اصلاح کے جاری وساری ہے۔

سورج، چاند، زمین، ستارے، آسمان سبھی باری تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کی پابندی کرتے ہیں اور جب سے دنیا وجود میں آئی ہے اس کے نظام قدرت میں کبھی کوئی نقص پیدا نہیں ہوا۔ یہ باری تعالیٰ کے خالق حقیقی وحدہٗ لاشریک ہونے کی واضح دلیل ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: تیرا رب ہی یقیناً بہت باکمال خالق (اور) صاحب علم ہے۔ (آیت ۸۷۔ سورۃ الحجر)

ایک آیت کریمہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: وہی ہے جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا تو رحمان کی تخلیق میں کوئی تضاد نہیں دیکھتا۔ پس نظر دوڑا کیا کوئی رخنہ دیکھ سکتا ہے۔ نظر پھر دوسری مرتبہ دوڑا تیری نظر ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہاری ہوگی۔

(آیت ۴۔۵۔ سورۃ الملک)

اگر انسان غور کرے تو باری تعالیٰ کی تخلیق سب کی سب اس کی صناعی کا بے مثل نمونہ ہے۔ اس نے جو فرائض کائنات کے عناصر کے لئے مقرر فرمائے ہیں وہ اپنے فرائض منصبی کو اس کے حکم کے مطابق ازل سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ مثلاً اس نے سورج کی منزل مقرر کر رکھی ہے۔ چاند کو اس کے فرائض منصبی تفویض کر رکھے ہیں۔ زمین کو استطاعت ودیعت کر رکھی ہے کہ تمہارے اندر جو بیج بویا جائے گا تم نے اسے اگانا ہے اور جو معدنیات کے خزانے میں نے تمہارے اندر

پیدا کر رکھے ہیں اس کی حفاظت کرنی ہے اور تم نے اپنے اندر بسنے والے کیڑے مکوڑے، حشرات الارض کی افزائش نسل، خوراک اور دوسری ضروریات مہیا کرنے کا کام کرنا ہے۔ سمندروں، دریاؤں اور تالابوں میں پانی کو حکم ہے کہ تم نے میری مخلوق کو جو میں نے پانی میں پیدا کی ہے اس کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔

الغرض اگر اس مضمون کو بغور مطالعہ کریں تو بے شک انسانی عقل نا کام لوٹ آئے گی جیسا کہ اوپر دی گئی آیات کریمہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ زمین اور آسمانوں کی تخلیق باری تعالیٰ کی حیرت انگیز اور عظیم قوتوں پر مبنی ہے جبکہ کائنات کے کارخانے میں کروڑوں اور اربوں بلکہ لاتحدود اس کی قدرتوں کے نظارے ہیں جن پر عقل عش عش کرنے لگتی ہے۔

بارش کا نظام: آپ پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ وہاں بادل دھوئیں کی طرح آپ کے جسم سے ٹکرا کر گزر جاتے ہیں۔ اس دھوئیں میں نا تو کوئی بوجھ ہے اور نہ کوئی وزن یا طاقت لیکن جب بارش برستی ہے تو اتنا پانی برستا ہے کہ بسا اوقات ندی نالے دریاؤں میں کثرت آب کی وجہ سے سیلاب آ جاتے ہیں۔ دریاؤں کے بند ٹوٹ جاتے ہیں۔ دیہات اور شہر اس پانی میں بہہ جاتے ہیں۔ ذرا سوچیں! دھوئیں جیسے بادل میں یہ یکا یک اتنا پانی برسانے کی طاقت کہاں سے آ جاتی ہے۔ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ باری تعالیٰ کا ایک بے مثل نظام ہے جو زمین اور اس پر بسنے والے ہر جاندار کی زندگی کی بقاء کے لئے اس نے جاری کر رکھا ہے۔

فضا میں گیسوں کا نظام: فضا میں باری تعالیٰ نے مختلف گیسیں ایک تناسب سے پیدا کر رکھی ہیں جو نہ صرف انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں بلکہ اکثر دیگر جانداروں کی بقا بھی اس پر منحصر ہے۔ فی زمانہ ایسی مشینیں ایجاد ہو چکی ہیں جس سے فضا سے گیسیں کشید کی جاتی ہیں اور سلنڈروں میں بھر کر بہت سی صنعتوں میں استعمال کی جاتی ہیں لیکن کیا مجال کہ گیس فضا میں کم ہو جائے اور جانوں کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے بلکہ ان مختلف گیسوں کو فضا میں اعتدال پر رکھنے کے لئے باری تعالیٰ نے ایسا نظام وضع کر رکھا ہے کہ فضاء میں گیسوں کا تناسب برقرار رہے جتنا کہ زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے مثلاً درخت دن کو آکسیجن پیدا کرتے ہیں اور نائٹروجن جذب کرتے ہیں جبکہ رات کو کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں۔

پانی: جانداروں کے لئے ان کی بقا کا ضامن ہے۔ چاہے انسان ہوں یا جانور لق ودق بیابانوں اور صحراؤں میں باری تعالیٰ نے بارش کے ذریعے انسانوں اور دیگر جانداروں کی ضرورت کو پورا کیا ہوا ہے جبکہ زمین کی زندگی بھی پانی پر منحصر ہے۔ فصلیں ہوں، بیل بوٹے ہوں یا پھر تالاب اور جوہڑ ہوں جس میں دھوپ کی تپش سے پانی خشک ہونے لگتا ہے اور آبی جاندار

مینڈک اور مچھلیاں، کچھوے وغیرہ جو ہڑ خشک ہونے سے موت کے منہ میں جا سکتے ہیں وہاں ابر رحمت ہی بارش برسا کر ان جانداروں کی زندگی کے سامان مہیا کرتی ہے۔

ہستی باری تعالیٰ کی بے مثل صناعی: آپ کائنات میں باری تعالیٰ کی تخلیق کردہ ایک ایک چیز کا جائزہ لیں اور اس پر غور وفکر کریں تو آپ کو ہر شے میں اس کی بے مثل اور لاجواب قدرت اور نظام اپنی جگہ حیرت انگیز اور انمول نظر آئے گا۔ دن کے بعد رات کا آنا، موسموں کا تغیر وتبدل یہ سب کچھ باری تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں جو اس کی مخلوق کے لئے اہم اور ضروری ہیں ان میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ جب کہ باری تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے کہ میں نے رات بنائی تمہارے آرام کے لئے اور دن بنایا کام کرنے کے لئے۔

یہ چند ایک نمونے خالق حقیقی کے قانون قدرت سے بطور مثال بیان کئے گئے ہیں ورنہ باری تعالیٰ کا کارخانہ قدرت اس قدر وسیع ہے اور بدستور ازل سے لحہ بہ لحہ وسعت پذیر ہوتا چلا آ رہا ہے کہ اس کا احاطہ ممکن نہیں۔

شہد کی مکھی: آپ شہد کی مکھی کی تخلیق پر غور کریں۔ اس کائنات میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں قسم کی مکھیاں ہیں جن میں سے ایک شہد کی مکھی بھی ہے۔ اس کی فطرت میں باری تعالیٰ نے بذریعہ وحی شہد پیدا کرنے کی صفت ودیعت کر رکھی ہے۔ وہ دیگر مکھیوں سے قطعی مختلف مکھی ہے جو پھولوں سے ذرہ ذرہ رس چوس کر خوشبودار شہد بناتی ہے۔ جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس میں انسانوں کے لئے شفاء ہے۔ ذرا مکھی کی کارکردگی پر غور کریں تو باری تعالیٰ کی قدرتوں کے نظارے صاف دکھائی دیں گے۔

افزائش نسل کا وسیع تر نظام: انسان، چوپائے، پرندے، کیڑے مکوڑے، حشرات الارض اور جراثیم بیکٹیریا الغرض کھربوں سے بھی زیادہ اقسام جانداروں کی کائنات میں بستی ہیں جن کی ضرورتیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور پیدائش، افزائش نسل، خوراک، موسمی حالات سے محفوظ رہنے کے قرینے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

آپ انسان میں عورت اور مرد کی جنس پر غور کریں۔ موئنث اور مذکر دونوں ایک ہی ماں کے جسم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ماں کے پیٹ میں پرورش کے دوران دونوں ایک ہی غذا پر پلتے ہیں اور دنیا میں آنے کے بعد بھی ان کی زندگی کی بقا کے لئے ایک ہی غذا ہوتی ہے۔ لیکن عورت کے جسمانی نظام میں باری تعالیٰ نے بچہ پیدا کرنے کی خاصیت رکھی ہے اور پیدا ہونے والے بچے کے لئے غذا کا انتظام بھی ماں کے جسم میں دودھ کا نظام جاری کر کے فرمایا ہے جبکہ مرد یعنی مذکر بھی وہی غذا

کھاتا ہے لیکن اس کا جسمانی نظام عورت کے جسمانی نظام سے قطعی مختلف ہے مرد یعنی مذکر کو باری تعالیٰ نے عورت کو بارآور کرنے کی صلاحیت بخشی ہے۔

اسی طرح چوپائے اور دوسرے جانور جن کی پیدائشِ نسل مادہ کے پیٹ سے ہوتی ہے انہیں بھی باری تعالیٰ نے بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی دودھ کا نظام مادہ کے جسم سے جاری فرما دیا ہے۔ ذرا غور کریں کہ یہ کتنا بے مثل نظام قدرت ہے جو انسان کی سوچ سے بڑھ کر ہے۔

پرندے، حشرات الارض یا جو بھی افزائش نسل انڈوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے اس میں نر اور مادہ کے جسموں کی ساخت میں بظاہر فرق محسوس نہیں ہوتا لیکن جسمانی ساخت میں واضح فرق باری تعالیٰ نے ودیعت کر رکھا ہے۔ مادہ انڈے دیتی ہے جبکہ نر میں بارآور کرنے کی صلاحیت باری تعالیٰ نے ودیعت کر رکھی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانوں نے پیدائش کے وقت دائی، نرس یا کسی بھی مددگار کا بندوبست کیا ہوتا ہے جبکہ جنگلوں، صحراؤں، دریاؤں اور سمندروں میں جاندار کی پیدائش کیونکر بغیر کسی مددگار کے ہو جاتی ہے۔ یہ سب باری تعالیٰ کی عظمتوں کے ثبوت ہیں کہ وہی ساری کائنات کو پیدا کرنے والا رب العالمین ہے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی پیدائش میں بھی اللہ تعالیٰ کی حیرت انگیز صناعی کا واضح عکس دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک ماں کی کوکھ سے جنم لینے والے بچے اپنی شکل وصورت، رنگ، قد کاٹھ، عادات، ذہنی استعداد اور خصلتوں کے اعتبار سے قطعی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی انگلیوں کے نشانات اور ہاتھ کی لکیریں بھی ایک دوسرے سے مشابہت نہیں رکھتیں۔ کائنات کی کسی شے میں بھی یکسانیت اور یکسوئی نہیں۔ ہر شے ایک دوسرے سے مختلف ہے جبکہ اس کائنات کی ہر شے عارضی اور وقتی ہے جسے بقا نہیں۔ اگر بقا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو جو بغیر کسی تغیر وتبدل کے ہمیشہ سے قائم ودائم ہے اور ابدی ہے۔

پیدائش کے وقت اگر وہ کسی کو کسی عضو سے محروم رکھتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے وہ عضو عطا نہیں کر سکتی۔ کوئی بچہ اگر بصارت لے کر پیدا نہیں ہوا تو پیدائش کے بعد بھی اس بچے کو دنیا کی کوئی طاقت بصارت نہیں دے سکتی البتہ اگر پیدائش کے وقت اسے اللہ تعالیٰ کے حضور سے بصارت ملی ہو اور دنیا میں آنے کے بعد کسی وجہ سے زائل ہو گئی ہو تو اسے دنیاوی علاج سے بصارت واپس مل سکتی ہے۔

پہاڑوں پر پانی کے چشمے:

پہاڑوں پر اور اس کے آس پاس کئی کئی سو فٹ تک کھودنے سے بھی پانی نہیں نکلتا جبکہ کھدائی کے دوران زمین کی تہہ میں ایسے ایسے پتھر اور چٹانیں ہوتی ہیں کہ بور کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ آپ غور کریں کہ پتھروں کی سنگلاخ چٹانوں کے پہاڑ سے جو آبی چشمہ بہہ رہا ہے۔ یہ شفاف یخ بستہ میٹھا پانی کہاں سے آ رہا ہے جو دور تک بہتا ہوا چلا جاتا ہے اور انسانوں اور حیوانوں کی پیاس بجھاتا ہے۔ چشمے کا یہ پانی تپتے ہوئے پہاڑوں کی بلندی سے بہتا ہوا نیچے تک آتا ہے اور حیرت یہ ہے کہ پہاڑ تو تپ رہے ہیں لیکن پانی برف کی طرح یخ بستہ، شفاف اور مٹھاس سے لبریز ہوتا ہے۔ اس بارے میں قرآن کریم میں آیت کریمہ ہے:

ترجمہ: کہہ دے کہ اگر تمہارا پانی گہرائی میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے چشموں کا پانی لائے گا۔

(الملک:۳۱)

پرندوں کا فضا میں پرواز کرنا: باری تعالیٰ کی یہ تخلیق بھی حیرت انگیز ہے۔ یہ محض اتفاقیہ امر نہیں کہ پرندے از خود فضا میں پرواز کرتے ہیں بلکہ باری تعالیٰ نے ان کی جسمانی ساخت کو اس طرح بنایا ہے کہ فضا میں بغیر کسی تھکان کے پرواز کر سکیں۔ اس بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر پَر پھیلائے اور سمیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔ رحمان کے سوا کوئی نہیں جو انہیں روکے رکھے۔ یقیناً وہ ہر چیز پر گہری نظر رکھتا ہے۔ **(الملک:۲۰)**

اگر آپ سعید فطرت ہیں تو صبح کاذب کے وقت اٹھیں اور کسی بھی قریبی باغ میں چلے جائیں۔ اس وقت باد نسیم چل رہی ہوگی۔ باد نسیم سے درختوں کے پتے مستی سے جھوم رہے ہوں گے۔ پتوں کی سرسراہٹ سے عجیب سا سماں پیدا ہو رہا ہوگا۔ یوں محسوس ہوگا جیسے کہ درخت، شاخیں اور پتے سبھی باری تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو رہے ہیں۔ ایسے میں کبھی قیام کبھی رکوع اور کبھی سجدہ کا منظر دکھائی دے گا۔

آسمان پر صبح کا تارہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ روشنی کی کرنیں بکھیرتا ہوا نظر آئے گا جس کی روشنی دوسرے ستاروں سے کہیں زیادہ ہوگی۔ اس وقت آسمان چاندی سے زیادہ براق دکھائی دے گا۔ آسمان پر رحمت کے بادل منڈلا رہے ہوں گے۔ ہر طرف اللہ تبارک تعالیٰ کا نور جلوہ گر ہو رہا ہوگا۔ کہکشاں کا کارواں تعظیماً سر جھکائے اللہ کے نور کی مشعلیں لئے

اپنی منزل کی جانب رواں دواں نظر آئے گا۔فرشتے، کہکشاں، چاند ستارے اور زمین سبھی سجدہ ریز ہو کر خدائے واحد و یگانہ کی عظمتوں کا اقرار کرتی دکھائی دیں گی۔

فجر طلوع ہونے سے پہلے مرغ اذانیں دینے لگتے ہیں۔نماز فجر کی ادائیگی کے فوراً بعد پو پھوٹنے سے قبل چڑیاں چہچہانے لگتی ہیں۔فاختائیں اپنی مخصوص آوازوں میں بولنے لگتی ہیں۔سبھی چرند اور پرند اپنی مخصوص آوازوں میں رب العزت کے حضور حمد وثناء میں مصروف ہو جاتے ہیں۔حشرات الارض کی عجیب عجیب آوازیں سطح زمین کے اندر اور باہر سے پانی کے اندر اور باہر سے اور فضاؤں سے نکل نکل کر کانوں کو گرمانے لگتی ہیں۔گویا کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے خالق حقیقی کو اپنے اپنے انداز میں پکار کر اس کی کبریائی بیان کرتا ہے۔

آپ غور کریں سینکڑوں اقسام کے پھول جو رنگ و بو میں سب ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں ان پھولوں کی خوشبو دل و دماغ کو معطر کرتی ہے۔ایک ہی مٹی اور ایک ہی پانی سے یہ پھول پیدا ہوتے ہیں لیکن رنگ و خوشبو اور بناوٹ کے لحاظ سے سبھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔یہ پھول باری تعالیٰ کی خوبصورت بے مثل صناعی کے مظہر ہیں۔

ان پھولوں کا رس چوسنے والی شہد کی مکھیوں اور بھنوروں کو ذرا غور سے دیکھیں۔یہ مکھیاں اور بھنورے پھولوں کا رس چوسنے سے پہلے تھوڑی دیر تک ان پھولوں کے اردگرد منڈلا کر اللہ جل شانہ کی عظیم قدرتوں کا اعتراف کرتے ہیں اور پھر پھولوں پر بیٹھ کر ان کا رس چوس کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

آپ پھل کھانے والے پرندوں کو غور سے دیکھیں آپ کو محسوس ہوگا پرندے پھل کھانے سے پہلے اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔طوطا ہو یا مینا یا بلبل یا کوئی بھی پرندہ ہو وہ پھل کو اپنی چونچ مارنے سے پہلے اپنی مخصوص آواز میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے وہ پھل کو نگلتے وقت چونچ آسمان کی طرف کر کے اپنی مخصوص آوازیں نکالتا ہے گویا یہ شکرانے کے بول ہوتے ہیں۔جتنی دیر تک وہ پھل کھاتا رہتا ہے ہر لقمے ہر سانس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔

آپ غور کریں تو آپ کو احساس ہوگا کہ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی صناعی کا لاثانی شاہکار ہے اور اس کی قدرتوں کا یہ کرشمہ ہر شے میں بدرجہ اتم موجود ہے جو اس کی کبریائی اور یکتائی کا واضح اعلان کر رہا ہے۔ایک ہی مٹی اور پانی سے پیدا ہونے والے پھل، پھول، درخت، پودے، سبزیاں اور اجناس سبھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔الغرض حجم، ساخت، شکل وصورت اور ذائقے میں بھی سبھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔دیکھنے میں زمین، پانی، درختوں یا پودوں میں رنگ اور ذائقے نہیں ہوتے پھر پھولوں، پھلوں اور زمین میں اگنے والی پیداوار میں ہلکے، گہرے اور شوخ رنگ اور مختلف

ذائقے کہاں سے آتے ہیں۔جیسے گلاب کے پھول میں خوبصورت سرخ یا سیاہ رنگ۔جامن کے پھل کا گہرا خوبصورت رنگ، سیب نارنجی انار اور اسی طرح بہت سی دوسری زمینی پیداوار میں مختلف ذائقے اور منفرد رنگوں کے حیرت انگیز امتزاج موجود ہیں۔

پرندوں کے پروں پرخوبصورت رنگ اور نقش ونگار، جانوروں، چوپایوں اورحشرات الارض کےجسموں پر مختلف قسم کے رنگ، بیل بوٹے اور مینا کاری، اسی طرح پانیوں میں رنگ برنگی مچھلیاں اور دوسرے بے شمار جاندار اپنا اپنا رنگ لئے ہوئے ہیں۔۔۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کس کی تخلیق ہیں۔۔۔؟ اس کا ایک ہی جواب ہے کہ یہ سب اللہ تبارک تعالیٰ کی صناعی

کے بے مثل مظہر ہیں۔

اگر مزید غور وفکر کریں تو دنیا کی ہر شے میں خدائے وحدۂ لاشریک کی بے مثل قدرتوں کا ظہور بدرجہ اتم موجود ہے۔ تربوز اوپر سے سبز اور اندر سے سرخ ہے، خربوزہ جس کی بیرونی سطح پر خوبصورت کاشوں کی لائنیں بنی ہوئی ہیں اوپر سے ہلکا پیلا اور اندر سے گلابی ہے۔سنگترہ، مالٹا، کنو،فروٹر اوپر سے تیز نارنجی اور اندر سے ہلکا عنابی ہے۔الغرض اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیدا کردہ بے شمار پھل ہیں وہ سبھی اپنی اقسام، اوزان، حجم، رنگ اور ذائقے میں ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں بلکہ ہر پھل کی بہت سی اقسام ہیں جو ذائقے حجم اور اوزان میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔جبکہ درختوں کی بناوٹ اور ساخت بلحاظ قد، پھیلاؤ، تنے اور شاخوں کی وضع قطع سبھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔کوئی پھل دار درخت ہے تو کوئی بغیر پھل کے کوئی کمزور بیل نما تو کوئی توانا۔کوئی قد آور اور کوئی کوتاہ قد۔۔۔کوئی بالکل عارضی نوعیت کا جیسے کیلے کا درخت صرف ایک بار پھل دینے کے بعد بے کار اور کوئی درخت بار بار پھل دینے کے لائق۔۔۔ایسے بھی درخت ہیں جو پھل تو نہیں دیتے لیکن ان کی لکڑی کارآمد ہوتی ہے اور بعض ایسے بھی درخت ہیں جو پھل دینے کے بعد بے کار سمجھے جاتے ہیں۔

اسی طرح سبزیوں کا وسیع نظام ہے۔کچھ زمین کے اندر پنپتی ہیں اور کچھ سطح زمین پر رہ کر پرورش پاتی ہیں اور کچھ کے چھوٹے چھوٹے پودے ہوتے ہیں جن کی شاخوں کے ساتھ ہوا میں معلق ہو کر سبزیاں پروان چڑھتی ہیں۔الغرض قدرت کا نظام اس قدر وسیع ہے کہ جتنا غور وفکر کرتے چلے جاؤ اتنا ہی یہ مضمون وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے اور انسان کبھی اس کا احاطہ نہیں کرسکتا اور یہ سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک کے منہ بولتے ثبوت ہیں کہ وہ وحدۂ لاشریک ہے۔اس کا کوئی ہمسر نہیں۔وہی خالق ارض وسما ہے۔وہ مالک کل ہے۔زمین اور آسمانوں کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے۔وہ تمام

جہانوں کو پالنے والا رب رحیم وکریم ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور کوئی نہیں جو اس کی برابری کر سکے۔ الغرض زمین کے اندر، زمین کے باہر اور فضاؤں میں لا انتہا وسعتوں تک کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تبارک تعالیٰ کی صناعی کا بے مثل شاہکار ہے جو اس کے حضور سجدہ ریز ہے اور ہر دم اس کی حمد وثنا میں مصروف ہے جدھر بھی منہ پھیرو اللہ کا جلوہ ہے۔

باری تعالیٰ کی کائنات اتنی وسیع ہے کہ اس کا احاطہ ممکن نہیں جبکہ یہ لحہ بہ لحہ بدستور وسعت پذیر ہورہی ہے۔ اس کائنات کے خالق حقیقی نے کوئی چیز بھی بلا مقصد پیدا نہیں کی۔ یہ دوسری بات ہے کہ انسان چاہے ہزاروں برس بھی تحقیق پر صرف کردے پھر بھی وہ اس کی حکمتوں کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ باری تعالیٰ کا علم اور حکمت لامحدود ہے جبکہ انسان کا علم اور عقل محدود اور وقتی ہے۔

یہاں مثال کے طور پر دو واقعات درج کرتا ہوں جس کا میں ذاتی طور پر گواہ ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی شے بلا مقصد نہیں۔

جب میں چھوٹا تھا ابھی دس برس کی عمر ہوگی ہمارے گاؤں احمد نگر میں ہر سال ایسا موسم بھی آتا تھا کہ گھر گھر لوگ بخار سے بیمار چارپائی پر پڑے رہتے تھے۔ اس وقت ابھی انٹی بائیوٹک ادویات ایجاد نہیں ہوئی تھیں۔ لوگ کونین یا جڑی بوٹیوں سے علاج معالجہ کرتے تھے۔ اس خاص قسم کے بخار کو باری کا بخار کہتے تھے جو ایک دن کے وقفہ سے ہوتا تھا اور اس کی شدت اس قدر تھی کہ یہ 108 ڈگری تک چلا جاتا تھا۔ انسان کو چند دنوں میں ہی لاغر کر دیتا تھا۔ اور یہ بخار بسا اوقات دو دو ماہ تک انسان کی جان نہیں چھوڑتا تھا۔ لوگ اس کی وجہ سے لقمہ اجل بھی بن جاتے تھے۔ شاید آج کل اس بخار کو گردن توڑ بخار کہتے ہیں۔

مجھے بخار ہوا والدہ کو کسی نے بتایا کہ مٹھائی والے بابا جی جو اس گاؤں میں ہیں وہ اس بخار کی دوائی دیتے ہیں۔ مجھے والدہ نے بابا جی کے پاس بھیجا۔ مجھے بابا جی نے کہا گھر سے پرانا گڑ تھوڑا لے کر آؤ۔ میں گڑ لایا تو وہ گڑ اندر ایک کمرے میں لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں گڑ کا چھوٹا سا لڈو نما گولا تھا۔ وہ انہوں نے خود میرے منہ میں ڈالا اور گلاس پانی مجھے دیا کہ پی لو۔ میں نے پی لیا اور گھر چلا آیا۔ اگلے روز میری بخار کی باری تھی لیکن بخار نہیں ہوا اور یوں میری جان بخار سے چھوٹ گئی۔

چند یوم بعد میرے چھوٹے بھائی کو باری کا بخار ہوگیا۔ والدہ نے مجھے بابا جی کے پاس گڑ دے کر دوائی لانے کو بھیجا۔ انہوں نے کہا مریض کو خود آنا ہوگا۔ میں دوائی خود کھلاؤں گا۔ جب میں نے اصرار کیا تو انہوں نے کمرہ میں جا کر گڑ کی

حسب سابق گولی بنائی اور مجھے کہا اس کو بھائی کو کھلا دینا اور تاکید کی کہ اس گولی کو بالکل نہ کھولنا۔ میں نے جب راستہ میں گولی کھولی تو دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس گڑ کے اندر باباجی نے مکڑی کا جالا لپیٹ کر دیا تھا۔ یہی دراصل باری کے بخار کا علاج تھا جو باری تعالیٰ نے مکڑی کے جالے میں پیدا کر رکھا تھا۔

دوسرا واقعہ: میٹرک میں عربی کی کتاب دروس الادب میں ایک حکایت تھی کہ ایک شخص نے گوبر یلے کو دیکھا (ایک کیڑا جو بھینسوں کے گوبر میں پیدا ہوتا ہے) اس نے کہا نہ جانے یہ کالا سا بے ڈھنگا کیڑا اللہ نے کیوں پیدا کیا ہے شاید اسے یہ خوبصورت لگا۔ اس لئے اس نے اسے پیدا کیا ہے۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس کہنے والے شخص کے جسم پر ایک نہایت تکلیف دہ پھوڑا نکل آیا جو ہر قسم کے علاج کے باوجود ٹھیک ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ بہت دنوں کے بعد جب پھوڑے کی تکلیف بہت بڑھ گئی تو ایک شخص نے اسے بتایا کہ تم گوبر یلے کی راکھ پھوڑے پر باندھو تو یہ پھوڑا ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اسی طرح کیا تو پھوڑا جلد ہی ٹھیک ہو گیا۔ اس شخص نے اپنے کہے ہوئے الفاظ پر سخت ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ سے معافی مانگی اور کہا واقعی باری تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی بھی چیز بے مقصد نہیں۔

یہاں میں ایک تقریر کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ مجھے یہ تو یاد نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (......) نے یہ تقریر کس موضوع پر کی تھی کیونکہ اس وقت میں ابھی طفل تھا۔ شاید وہ باری تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں تھی کہ اس کے انتظامات ہر جگہ بے مثل ہیں۔

آپ نے فرمایا:

جنگلوں میں ہاتھی کا فضلہ ڈھیروں کے حساب سے ہوتا ہے اگر وہ وہاں پڑا رہے تو جنگل میں ہر طرف فضلے کے ڈھیر ہی دکھائی دیں گے لیکن قدرت نے اس فضلے کو ٹھکانے لگانے کا بھی انتظام کر رکھا ہے کہ وہیں ایسے کیڑے پیدا کر دیئے جن کی غذا ہی ہاتھی کا فضلہ ہے۔ اس طرح جہاں ہاتھی فضلہ نکالتا ہے وہیں چند گھنٹوں میں اس کی صفائی کا انتظام بھی باری تعالیٰ نے کر رکھا ہے۔

سائنس اور ایجادات: سائنس دراصل قدرت کے راز کو پا لینے کا نام ہے جو بھی ایجاد انسان کرتا ہے وہ راز قدرت نے جب دنیا بنائی تھی اس وقت تخلیق کر دیا تھا۔ قرآن کریم جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے جو ایک مکمل دین و دنیا کے ہر علوم و حکمت کا مرقع ہے اس میں سائنس کے بارے میں واضح ذکر موجود ہے۔ مثلاً آج سے صرف نصف صدی پیشتر جان بچانے والی ادویات دریافت نہیں ہوئی تھیں۔ انٹی بائیوٹک ادویات کا وجود سرے سے نہ تھا اور اکثر لوگ جان بچانے والی

ادویات نہ ہونے کے باعث لقمہ اجل بن جاتے تھے جبکہ قرآن کریم میں باری تعالیٰ نے ۱۴۰۰ سال پہلے فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کا علاج نہ ہو۔

قرآن کریم میں سورۃ دخان میں ایٹم کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں بڑے بڑے بحری جہازوں اور آبدوزوں کا واضح ذکر موجود ہے۔ اسی طرح تیز رفتار سواریوں کا ذکر موجود ہے جبکہ آج سے ۱۴۰۰ برس قبل ان ایجادات کا تصور تک نہیں تھا جیسے کہ کہا گیا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ اونٹ بے کار ہو جائیں گے حالانکہ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے اونٹ کی سواری تیز ترین سواری کے طور پر مشہور تھی اور اسے عرف عام میں صحرا کا جہاز کہا جاتا تھا۔ اسی طرح بہت سی پیش گوئیاں قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ اگر انسان غور و فکر کرے تو قدرت کے راز پا سکتا ہے لیکن جس قدر جتنا کہ اللہ چاہے۔

☆☆☆☆

توبہ خدا تعالیٰ کو پسند ہے:

اللہ تعالیٰ سچی توبہ پر کس طرح رجوع برحمت ہوتا ہے۔ اس کا ذکر احادیث مبارکہ میں یوں ہے:۔

(ترجمہ) ''حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوئی ہوگی جسے جنگل بیابان میں گمشدہ اونٹ مل جائے۔'' دوسری روایت میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جس کو یہ حادثہ پیش آیا کہ جنگل بیابان میں اُس کی سامان زیست سے لدی ہوئی اونٹنی گم ہو گئی ہو۔ وہ بہت گھبرایا اور اِدھر اُدھر تلاش سے مایوس ہو کر شدت غم کے سبب ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اور اسی گھبراہٹ میں اُس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اُس کی آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس کی اونٹنی اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ اونٹنی کی نکیل پکڑی اور خوشی کے عالم میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اے میرے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب۔ خوشی کے مارے الٹ کہہ گیا''

((حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۷۳-۱۷۴))

☆☆☆☆

مؤرخ احمدیت

(حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی یاد میں)

(کلام۔مکرم سید اسرار احمد توقیر صاحب ربوہ)

خوبُرو و خوش نوا و خوش لحن
دوست محمد ماہر ہر فکر و فن

کاروبارِ خدمتِ دیں پہ نثار
کام اور بس کام کی جس کو لگن

عمر بھر سرشارِ خدمت ہی رہا
پاس پھٹکی ہی نہیں اس کے تھکن

وہ مدرس وہ معلم وہ خطیب
وہ مقرّر صاحبِ شیریں سُخن

باوقار و صاحبِ صد انکسار
باوفا راہِ وفا پر گامزن

وہ مؤرخ ہر حوالے کا امین
تھا حوالوں کی لغت اُسکا ذہن

کیا کروں تعریف اس کی کیا کروں
وہ تھا گویا نورِ احمد کی کرن

بخش دیجیو اے میرے مولیٰ کریم
فضل سے داخل ہو دربہِ نعیم

☆☆☆☆

حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دُعا

(رضوان احمد ناز ۔ دارالعلوم جنوبی ربوہ)

خدا تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کو اصلاح خلق اور مردہ روحوں کو زندہ کرنے کیلئے مبعوث فرمایا۔ جہاں آپؑ نے بہت سی مردہ روحوں کو پھر سے زندگی بخشی وہاں آپؑ نے پُرسوز دعاؤں اور درد بھری التجاؤں کے طفیل بہت سے بیماروں کو شفاء کامل کی نوید سنائی اور انکی بیماری معجزانہ شفا میں تبدیل ہوگئی اور رب کریم نے انکو ایک نئی زندگی عطا کی۔ چنانچہ آپؑ کی قبولیت دعا اور معجزاتِ شفا واقعات کی صورت میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی ایک نہایت ہی مخلص بزرگ تھے۔ ذیابیطس کے مرض میں مبتلا تھے۔ ذیابیطس کی وجہ سے کاربنکل کا پھوڑا جو نکلا تو سخت گھبرا گئے۔ حضورؑ کی خدمت میں دعا کیلئے تار بھیجا حضورؑ نے دعا کی تو صحت یاب ہوگئے۔ حضرت اقدسؑ انکی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ان کی بیماری کیوجہ سے بڑا تردّد ہوا قریباً نو بجے کا وقت تھا اور اس غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکدفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّ وجلّ کی طرف سے وحی آئی۔ کہ ''آثار زندگی'' بعد اس کے ایک تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔''

(حیات طیبہ از حضرت شیخ عبدالقادر صاحب صفحہ 317)

حضرت میر محمد اسحاق صاحب (برادر اصغر حضرت اماں جان) 1906ء میں سخت بیمار ہوگئے اور تیز بخار کے ساتھ ہر دو بُن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہوگیا کہ طاعون ہے۔ حضورؑ کو اطلاع ہوئی حضورؑ نے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے حضرت میر صاحب کو خارق عادت طور پر صحت عطا فرمائی۔ حضورؑ اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''۔۔۔میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور دونوں طرف بُن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہوگیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے۔۔۔اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ مَیں تو دعا کرتا ہوں۔ آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے دشمن کو گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا ہوں کہ موت فوت قدیم سے ایک قانونِ قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شورِ قیامت برپا ہو جائے گا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر

نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزار ہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا، چلنا، کھیلنا، دوڑنا شروع کر دیا۔ گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیائے موتی''۔

(حیات طیبہ صفحہ نمبر 318، 319)

اگست 1905ء کے تیسرے ہفتہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اچانک سخت بیمار ہو گئے اور ایک چھوٹی سی پھنسی بین الکتفین ظاہر ہوئی جو بالآخر کاربنکل تشخیص ہوئی۔ انہی ایام میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تین ماہ کی رخصت لے کر آئے ہوئے تھے انہوں نے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی مدد سے آپریشن کیا متعدد مرتبہ آپریشن کی ضرورت پیش آئی اور بعض اوقات سخت نازک حالت ہو گئی اور ایسی نوبت آئی کہ جانبر ہونا ناممکن تھا مگر حضرت اقدسؑ کی دعاؤں کے طفیل جانبر ہو گئے۔ 4 ستمبر 1905ء کو یہی حالت تھی جس کا ذکر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ان الفاظ میں کیا۔

> ''آپریشن کے بعد قریباً شام تک میں مولوی صاحب کے پاس بیٹھا رہا ہاتھ پاؤں بالکل سرد ہو گئے نبض بالکل کمزور تھی اور باقاعدہ نہ چلتی تھی۔ کسی وقت ایک دو حرکتیں دل کی بالکل ساقط ہو جاتی تھیں گویا کہ دل حرکت کرتا کرتا رک جاتا تھا۔ ہوش نہ تھا اور اس کے علاوہ پیٹ میں نفخ بہت تھا۔'' اصل میں مولوی صاحب کو ذیابیطس کیوجہ سے عام کمزوری بہت تھی اسکے علاوہ شدت درد و کرب کی وجہ سے کئی دن سے غذا اندر نہ گئی تھی اس پر آپریشن بڑا ابھاری ہوا بہت سا خون گیا۔ کلوروفارم بہت سی مقدار میں سونگھانا پڑا اسلئے انکی حالت نہایت نازک ہو گئی تھی۔ ہم نے ہر قسم کا علاج کیا کہ دل اپنی اصلی حالت پر آوے اور ہوش آئے مگر کوئی بات کارگر نہ ہوئی اور ان کی عام حالت نیچے ہی نیچے جاتی تھی ہمارے عزیز بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور بھی قریب چار بجے دن کے تشریف لائے وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر سخت پریشان و حیران ہوئے اور انہوں نے کہا کہ بظاہر ان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں معلوم ہوتی۔
>
> حضرت اقدسؑ گھڑی گھڑی مولوی صاحب کا حال دریافت کرتے تھے۔ آپکی خدمت میں انکی نازک حالت کی اطلاع دی گئی تو اس کی خبر سننے سے جیسے کہ ایک حقیقی غم گسار اور سچے شفیق کو صدمہ ہوتا ہے آپکو صدمہ محسوس ہوا اور جیسے کہ والدین کو اپنے عزیز بیٹے کے لئے تڑپ اور اضطراب ہوتا ہے واللہ کہ ہم نے اس سے زیادہ اس مسیح میں اپنے روحانی فرزند کیلئے پایا۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے کچھ مشک لائے۔

فرمایا کہ مولوی صاحب کو دو۔ پھر آپ دعا میں مشغول ہو گئے۔ کہا کہ ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے اور فرمایا کہ خدا کے فضل سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ وہ چاہے تو مردہ میں جان ڈال دے اس کو سب قدرت ہے مشک بھی دیا گیا۔ پیشتر اس کے اس سے بہت زیادہ طاقتور ادویہ دی جا چکی تھیں۔ بلکہ جلد میں بذریعہ ہائی پوڈرمک سرنج Hypodermic Syring (یعنی باریک پچکاری) دی جاچکی تھی کچھ اثر نہ ہوا تھا۔ مگر میں اس بات کا شاہد ہوں اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب گواہ ہیں کہ ادھر حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کیلئے سجدہ میں سر رکھا اور ادھر مولوی صاحب کی حالت جو نہایت خطرناک تھی اصلاح پکڑنے لگی۔ اور ابھی حضرت دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ نبض بالکل درست اور طاقت ور ہوگئی جیسے کہ کبھی کوئی ضعف نہ تھا۔ اس وقت ڈاکٹر محمد حسین صاحب کے منہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا کہ ان کی نبض کا درست ہونا ایک معجزہ ہے۔

میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس حالت کے بعد اس ضعف کی حالت میں اور دل کے بالکل رہ چکنے کے بعد کسی کا دل قوی ہو گیا ہو اور حالت درست ہو گئی ہو"۔

(الحکم 31 جنوری 1906ء ص 4)

حضرت مولوی محمد دین صاحب مربی سلسلہ امریکہ اوّلاً بیمار ہو کر قادیان آئے تھے ان کو ایک ناسور تھا جسکے علاج سے وہ تھک چکے تھے حضرت اقدسؑ کی خاص محبت وشفقت اور دعاؤں کے طفیل شفا پائی قادیان میں رہتے ہوئے ایک دفعہ آپکو طاعون ہو گیا حضرت اقدسؑ نے بہت دعائیں کیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ طاعون کے حملہ سے محفوظ رہے اور خدا تعالیٰ نے انکو سلسلہ کا ایک مفید ومخلص خادم بنادیا۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی بیماری کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"1901ء میں سخت بیمار ہو گیا قریباً ایک سال سے زائد عرصہ تک ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرنا پڑا لیکن مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا ان دنوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ مجھے میرے مکرم ومعظم ومحسن بزرگ منشی تاج الدین صاحب مرحوم پنشنر اکاؤنٹ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا۔ مجھے سٹیشن پر آکر گاڑی میں خود سوار کر کے گئے۔ میں قادیان پہنچا اور پہلے پہل میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو جمعہ کی نماز پڑھ کر (.....) سے نکلتے ہوئے دیکھا میری طبیعت نے فیصلہ کر لیا کہ یہ منہ تو جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ بعد میں حضرت مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیماری کا حال سنایا۔ آپ نے میرا ناسور دیکھ کر حیرانگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اسکا رخ دل کی طرف ہو گیا ہے۔ مجھے فرمایا کہ اس کیلئے دوا کی نسبت دعا کی زیادہ ضرورت ہے۔ مجھے بتلایا کہ (بیت الذکر) میں ایک خاص جگہ بیٹھنا میں خود تمہیں حضرت مسیح موعودؑ سے ملاؤں گا اور تمہارے متعلق دعا کیلئے عرض کروں گا میں اس دریچہ کے پاس بیٹھ گیا جہاں سے حضرت مسیح موعودؑ (بیت الذکر) میں نماز پڑھنے کیلئے

تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحبؑ کے سامنے کر دیا۔ میرے مرض کے متعلق صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا ہے۔ مجھ سے حضور نے دریافت کیا کہ ''یہ تکلیف آپ کو کب سے ہے'' میں تیرہ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا تھا۔ لوگ آرام کی نیند سویا کرتے تھے لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی اسلئے اپنے مکان کے بالا خانہ پر ٹہلا کرتا تھا اور میرے اردگرد سونے والے خواب راحت میں پڑے ہوتے تھے۔ میں نے مہینوں راتیں رو کر اور ٹہل کر کاٹی ہوئی تھیں۔ حضرت کے ان ہمدردانہ ومحبت آمیز کلمات نے چشم پُر آب کر دیا۔ شکل تو دیکھ چکا تھا۔ اتنے بڑے انسان کا مجھ ناچیز کو ''آپ'' کے لفظ محبت آمیز وکمال ہمدردانہ لہجہ میں مخاطب کرنا ایک بجلی کا اثر رکھتا تھا۔ میں اپنی بساط کو جانتا تھا میری حالت یہ تھی۔ محض ایک لڑکا میلے اور پرانے دریدہ وضع کپڑے۔ چھوٹے درجہ وچھوٹی قوم کا آدمی۔ میرے منہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت نے یہ حالت دیکھ کر سوال نہ دہرایا مجھے کہا کہ ''میں تمہارے لئے دعا کروں گا فکر مت کرو۔ انشاءاللہ اچھے ہوجاؤ گے۔'' مجھے اس وقت اطمینان ہوگیا کہ اب اچھا ہوجاؤں گا پھر میں حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں آیا تو صرف آپ نے ذرہ بھر خوراک جدوار کی میرے لئے تجویز فرمائی اور اتنی مقدار مجھے کہا کہ پتھر پر گھس کر اس ناسور پر لگا دیا کروں تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے افاقہ ہوگیا اور ایک مہینہ میں اچھا ہوگیا یہ پہلا واقعہ ہے کہ مجھے حضرت سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان میں لے آئی۔ چنانچہ میں نے وطن کو خیرباد کہہ کر قادیان کی رہائش اختیار کی۔ اسکے بعد میری شامت اعمال مجھ پر سوار ہوئی حضرت نے لکھا کہ جو شخص سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ تقویٰ کی راہ پر قدم مارتا ہے اور آپکا سچا مرید ہے۔ اسکو طاعون نہ چھوئے گی۔ لیکن میں نابکار نکلا جو احمدیوں میں سے طاعون میں مبتلا ہوا حالانکہ ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں سے پچیس پچیس آدمی روز مرے۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ میرا وجود۔ ''بدنام کنندہ نکونامے چند'' تھا۔ تاہم حضرت کی خدمت میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ اسکا باپ بھی اسکو لینے آیا تھا لیکن اس نے قادیان چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ حضرت نے باوجود اس سخت کمزوری کے میرے لئے دعا کی اور دوا بھی خود ہی تجویز فرمائی۔۔۔۔۔۔ میرا ایمان ہے۔ کہ میں آپکی دعاؤں سے ہی بچ گیا ورنہ جن دنوں میں بیمار ہوا طاعونی مادہ ایسا زہریلا تھا کہ شاذ ہی لوگ بچتے تھے۔ میرے لئے یہ اخلاق کریمانہ قولی اور فعلی ایسے تھے کہ نقش کالحجر۔ مجھے یہ محبت وشفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی اسلئے میں تو گرویدہ حسن واحسان ہوگیا۔''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ 175 تا 177)

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے بھائی حضرت مرزا غلام قادر صاحب سخت بیمار ہوگئے اور حالت یاس و نومیدی ظاہر ہوگئی حضرت اقدسؑ نے انکی تندرستی و شفایابی کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے انکی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال میں بدل دیئے۔ چنانچہ حضور نے اس نشان کا ذکر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کیا ہے جسے حضورؑ کے الفاظ میں ہی درج کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں یک دفعہ بیمار ہوگئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں اور اس قدر دبلے ہوگئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی آدمی ہے یا خالی چارپائی ہے۔ پاخانہ اور پیشاب اوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیہوشی کا عالم رہتا تھا۔ میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضیٰ مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے انہوں نے کہہ دیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے صرف چندروز کی بات ہے۔۔۔۔۔ اسلئے میں نے اس حالت میں بھی انکے لئے دعا کرنی شروع کی اور میں نے دل میں یہ مقرر کرلیا کہ اس دعا میں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنی چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول ہوجائے۔
دوسری یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں انکی تاخیر بھی ہوسکتی ہے یا نہیں؟
تیسری یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جس کے صرف استخوان باقی ہیں دعا کے ذریعہ سے اچھا ہوسکتا ہے یا نہیں۔ غرض میں نے اس بناء پر دعا کرنی شروع کی۔ پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہوگیا اور اس اثناء میں ایک دوسرے خواب میں مَیں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کروٹ بدلاتا تھا جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گزر گئے تو ان میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہوگئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چندقدم چلوں۔ چنانچہ وہ کسی قدر سہارے سے اٹھتے اور سوٹے کے سہارے سے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا۔ چند روز تک پورے تندرست ہوگئے اور بعد اسکے پندرہ برس زندہ رہے اور پھر فوت ہوگئے جس سے معلوم ہوا کہ خدا نے ان کی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال میں بدل دیئے ہیں''۔

((حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 266،267)

حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی اہلیہ محترمہ حفصہ صاحبہ کی معجزانہ شفا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی یوں رقم طراز ہیں:۔

''عزیز عبدالحفیظ کی تولید پر جب حفصہ کو موسم سرما میں کزاز یعنی ٹیٹی نس (Tetnus) ہوا۔ (جس

مرض سے ان ایام میں بہت سی عورتیں تلف ہوئی تھیں۔ مصنف) تو جب نماز مغرب کے بعد مفتی صاحب نے جا کر حضور سے عرض کیا کہ اسکی گردن میں کچھ درد اور کشش ہے۔ تو فوراً فرمایا کہ یہ تو کزاز کا ابتداء ہے۔ مولوی صاحب کو بتلاؤ۔ مفتی صاحب نے کہا کہ انہوں نے حب شفا بتلائی ہے۔ تو فوراً خود تشریف لائے اور مریضہ کو خود آکر دیکھا فرمایا۔ دس رتی ہینگ دے دو اور ایک گھنٹہ بعد اطلاع دو۔ جب مفتی صاحب نے جا کر اطلاع دی کہ کچھ افاقہ نہیں ہوا تو فرمایا دس رتی کونین دے دو۔ اور ایک گھنٹہ بعد اطلاع دو۔ پھر کہا گیا کہ کوئی افاقہ نہیں۔ فرمایا دس رتی مشک دے دو۔ اور مشک اپنے پاس سے دیا۔ گھنٹہ کے بعد عرض کیا کہ مرض بڑھ رہا ہے۔ فرمایا دس تولہ کسٹرآئل دے دو۔ کسٹرآئل دینے کے بعد مریضہ کو سخت تے ہوئی اور حالت نازک ہوگئی۔ سانس اکھڑ گیا آنکھیں پتھرا گئیں۔

مفتی صاحب بھاگے ہوئے گئے فوراً حضور نے پاؤں کی آہٹ سن کر دروازہ کھولا۔ عرض کیا گیا۔ فرمایا دنیا کے اسباب کے جتنے ہتھیار تھے وہ ہم چلا چکے ہیں۔ اس وقت کیا وقت ہے؟ عرض کیا گیا بارہ بج چکے ہیں۔ تم جاؤ میرے پاس صرف ایک دعا کا ہتھیار باقی ہے میں اس وقت سر اٹھاؤں گا جب وہ اچھی ہوجاوے گی۔ چنانچہ مفتی صاحب کا ایمان دیکھو کہ گھر میں آکر الگ کمرہ میں چارپائی ڈال کر سو رہے کہ وہ جانے اور اسکا خدا۔ مجھے اب کیا فکر ہے۔ مفتی صاحب کہتے ہیں کہ جب صبح میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برتنوں کو درست کر رہی ہے میں نے پوچھا کیا حال ہے کہا کوئی دو گھنٹہ کے بعد آرام ہوگیا تھا''۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی ص 203 تا 205)

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو حضرت اقدسؑ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے انکی معجزانہ شفا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر صاحب حیات طیبہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو حضرت اقدسؑ کے سب سے چھوٹے فرزند تھے 14۔ جون 1899ء کو پیدا ہوئے تھے۔ نہایت ہی پاک شکل اور پاک خو تھے۔ آٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر تھی۔ 21۔ اگست 1907ء کو بعارضہ بخار بیمار ہوگئے اور ایسا سخت بخار چڑھا کہ بعض اوقات بے ہوشی اور سرسام تک نوبت پہنچ جاتی تھی۔ حضرت اقدس نے انکی شفایابی کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت ہی درد و الحاح کے ساتھ دعا کی جس پر 27۔ اگست 1907ء یعنی ساتویں روز اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً بتایا کہ ''قبول ہوگئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا''۔ جسکا مطلب یہ تھا کہ ابھی دو دن اور بخار رہیگا اور پھر ٹوٹ جائیگا۔ چنانچہ پورے نو دن کے بعد دسویں روز یعنی 30۔ اگست 1907ء کو حضرت صاحبزادہ صاحب کا بخار بالکل ٹوٹ گیا اور صاحبزادہ صاحب کی طبیعت ایسی تندرست ہوگئی کہ آپ باغ کی سیر

کرنے کو چلے گئے''۔

(حیات طیبہ ص 342)

حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کے ان اعجازی نشانات سے اپنوں اور بیگانوں سب نے وافر حصہ پایا قادیان کے ایک ہندو لالہ ملاوامل ایک مدت سے مرض دق میں مبتلا تھے۔ جب مرض اپنی انتہا کو پہنچ گئی اور آثار مایوسی ظاہر ہو گئے تو ایک دن وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بے قراری سے رو پڑے۔ اس بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''میرا دل اسکی عاجزانہ حالت پر پگھل گیا اور میں نے حضرت احدیت میں اس کے حق میں دعا کی۔ چونکہ حضرت احدیت میں اسکی صحت مقدر تھی اس لئے دعا کرنے کے ساتھ ہی الہام ہوا **قُلْنَا یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا** ۔یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا تو سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ اسی وقت اس ہندو اور کئی ہندوؤں کو۔۔۔۔۔۔اس الہام سے اطلاع دی گئی اور خدا پر کامل بھروسہ کر کے دعویٰ کیا گیا۔ کہ وہ ہندو ضرور صحت پا جائے گا اور اس بیماری سے ہرگز نہیں مریگا چنانچہ بعد اس کے ایک ہفتہ نہیں گزرا ہو گا کہ ہندو مذکور اس جاں گداز مرض سے بکلی صحت پا گیا۔ **فالحمد للہ علی ذالک**''

(حیات طیبہ ص 32)

ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

''بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب میں نے دعا کی تو الہام ہوا **بـــرق طفلی بشیر** ۔یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 ص 240)

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب اپنی والدہ کی اعجازی شفا اور قبول حق کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

''میری والدہ صاحبہ سیدہ بیگم کی بیعت کا باعث یہ ہوا کہ والد صاحب نے پہلے پوشیدہ طور پر بیعت کی ہوئی تھی۔ اور کسی کو اپنی بیعت کی خبر نہیں دی۔ انہی ایام میں جب کہ وہ بیعت کر کے آئے ہوئے تھے۔ والدہ صاحبہ مرض سل سے بیمار تھیں اور پانچ چھ مہینے کے اندر آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی تھی۔ آخری رات مایوسی کی وہ تھی جب کہ والد صاحب سیالکوٹ کسی شہادت پر گئے ہوئے تھے اور والدہ صاحبہ بیماری سے اس قدر لاچار ہو گئیں کہ چارپائی سے ان کے لئے اٹھنا بھی محال تھا۔ اور مجھے یاد ہے کہ ایک رات جب کہ ہم سمجھتے تھے کہ آج آخری رات ہے ہم سب بہن بھائی چارپائی کے ارد گرد کھڑے رو رہے تھے جب گیارہ بارہ بجے کے قریب میں سونے کے کمرے میں گیا تو مجھے یقین تھا کہ صبح والدہ صاحبہ کو زندہ نہیں پائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو میں حضرت والدہ صاحبہ کے پاس گیا۔ تو آپ کو اطمنان کی حالت

میں پایا۔ دیکھ کر ہمیں نہایت ہی تعجب ہوا کہ نہ بخار ہے نہ کھانسی ہے نہ بلغم ہے۔ آپ نے ہم کو دیکھ کر فرمایا کہ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میں صحت یاب ہو جاؤنگی اور اس بیماری سے فوت نہیں ہونگی۔ اور اس پر اپنا اس رات کا خواب سنایا۔ کہ میں تو آج رات حضرت مہدی کو دیکھا کہ بہت سی مخلوقات ہیں اور سب طرف لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مہدی تشریف لے آئے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص کثیر التعداد آدمیوں کے ساتھ چلے آ رہے ہیں اور ان کے اوپر دو شخصوں نے دائیں بائیں سے چتر تانا ہوا ہے۔ والدہ صاحبہ نے یہ سن کر کہ یہ مہدی ہیں اپنی انگلی سے ان کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر اس سے آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ اگر آپ مہدی موعود ہیں تو میرے لئے دعا کریں کہ میں شفا پا جاؤں ۔ اس پر حضرت مہدی نے ایک آبخورہ میں پانی دم کر کے ایک چھوٹے سے بچے کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ یہ پی لو شفا ہو جائے گی ۔ اور یہ شفا اس بات کی علامت ہوگی کہ جس کا انتظار کیا جاتا ہے وہ آ گیا ہے فرمانے لگی ۔ کہ اس خواب کے بعد جب میری آنکھ کھلی ہے تو تمام بیماری کے آثار میں تخفیف پاتی ہوں ۔ اور اس وقت سے چند ہفتے کے اندر ہی آپ کو شفا ہوگئی ۔ وہ دن جب باہر نکل کر چلی ہیں ۔ ہمارے لئے عید کا دن تھا۔“

والد صاحب کو جب انہوں نے اپنا خواب سنایا تو والد صاحب نے کہا کہ وہ مہدی فی الحقیقت آ گئے ہیں ۔ اور اسی وقت ایک رقعہ میں یہ خواب لکھ کر ایک میرے ماموں زاد بھائی کے ہاتھ قادیان کی طرف بھیج دیا۔ چنانچہ حضور نے دعا کی ۔ اور والد صاحب کو لکھ بھیجا کہ میں نے دعا کی ہے انشاء اللہ شفا ہو جائے گی ۔

حضرت والدہ صاحبہ نے اس خط میں ہی اپنی بیعت کر لی تھی۔

(روزنامہ الفضل مورخہ 22 نومبر 2004ء ص 2“)

☆☆☆☆

بدظنی کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم

اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات کی آیت 13 میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو) تم اس کو ناپسند کرو گے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

دکھ درد سے ہی زندگی پاتی رہی جلا

(کلام ۔مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ)

دکھ درد سے ہی زندگی پاتی رہی جلا
''پُرنم ہوئی جو آنکھ نگاہیں سنور گئیں''

جب تیرا قرب بھی مجھے تسکیں نہ دے سکا
مجھ پہ تو وہ بھی حشر کی گھڑیاں گزر گئیں

اپنی ہی ذات کا ہمیں عرفاں نہ ہو سکا
کیفیتیں شعور کی گرچہ نکھر گئیں

ہر سمت اُس کے حسن کے جلوے نظر پڑے
دیکھا اُسی کو میری نگاہیں جدھر گئیں

میری خطائیں جب تیرے غفراں نے ڈھانپ لیں
میری حیات کی سبھی راہیں سنور گئیں

یہ یک بہ یک نگاہ کرم کس طرح ہوئی
ان کی نوازشیں مجھے حیران کر گئیں

یوں محفلِ سخن میں غزل خواں ہوا کوئی
رعنائیاں خیال کی ہر سُو بکھر گئیں

اِک دوسرے کا ہم نے سہارا کیا قبول
یوں مشکلاتِ زیست کی گھڑیاں گذر گئیں

اُس رحمت اتم کا درِ مغفرت کھلا
آہیں جو عرش پر مری شام و سحر گئیں

(ہے دراز دستِ دعا مرا صفحہ نمبر 285-286)

☆☆☆☆

☆احساس کا لمحہ☆

(محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر عظمت صاحبہ)

احساس کا لمحہ جاگ اٹھا پُر نور سویرا دور نہیں
ظلمت کی گھٹا اب چھائی رہے اللہ کو یہ منظور نہیں
بازو یہ نہیں ہیں شل لوگو طوفان کا زور تھا سمجھو
طوفان سے نمٹنا سیکھ لیا ، ساحل سے سفینہ دور نہیں
نذرانہ غم دینے کے لئے آنکھیں یہ ہماری نم ہی سہی
اس سر کو جھکایا ہے ہم نے عاجز ہیں مغرور نہیں
دیکھو گے جہاں والو اک دن ہم کود پڑیں گے آتش میں
نمرود اگر تم بنتے ہو واللہ تو ہم معذور نہیں
جذبوں نے اگرچہ بخشی ہے احساس کی اک دولت ہم کو
ہم صبر کا دامن تھامے ہیں سینوں سے خوشی کافور نہیں
اب چہرہ نمائی کر مولا یہ آنکھ تجلی کو ترسی !
اس دور کے موسیٰ کی خاطر کیا ہم نے سجایا طُور نہیں
خاموش ہیں اللہ کی خاطر عظمت ویسے مجبور نہیں
ہم ایک صدی تک بھاگے ہیں لیکن ہم تھک کر چُور نہیں

(احساس کے آنچل تلے صفحہ نمبر 34)

☆☆☆☆

مرزا غلام قادر شہید کا اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک

(مرسلہ مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب ۔نصرت آباد فارم)

کسی انسان کی عظمت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے ماتحتوں سے اسکا سلوک دیکھو یہ مقولہ بہت مشہور اور سچ پر مبنی ہے۔

حضرت مرزا غلام قادر صاحب شہید خاندان حضرت مسیح پاک (....) کے پہلے شہید ہیں جنہوں نے اپنی جان قربان کر کے جماعت احمدیہ کے دشمن کی مذموم کوششوں کو ناکام بنادیا۔15 اپریل 1999ء کو شہید ہونے والے اس عظیم انسان کی پاکیزہ زندگی کے کئی پہلو تھے ۔جو حضور انور نے اپنے خطبہ میں بیان فرمائے ۔ایک زمیندار ہونے کے ناطے مجھے میاں صاحب کی زندگی کا ایک پہلو بہت پسند ہے۔

زمینداری میں مرزا غلام قادر شہید کی شخصیت کا جو رخ سامنے آیا وہ یہ تھا کہ مزارعین پر شفقت اور مہربانی انہیں اپنے جیسا انسان سمجھتے ان سے حسن سلوک کرتے اور ان کی عزت نفس کا خیال رکھتے ان کی زندگی کے اس پہلو کو خاکسار چند واقعات کے ذریعہ قارئین کے سامنے لائے گا۔

رشید احمد صاحب ابن مکرم شیر علی صاحب ساکن (دار النصر شرقی) نے شہادت تک مرزا غلام قادر صاحب شہید کے ساتھ کام کیا۔ یہ ٹریکٹر ڈرائیور ہیں بتاتے ہیں کہ شروع میں ہم نے بابو ٹائپ بندے کو دیکھا تو یہ خیال کیا کہ یہ کیا سمجھے گا زمینوں کو .... مگر جلد ہی اندازہ ہو گیا یہ بڑے حساب کتاب والے بندے ہیں۔

فٹافٹ حساب لگا لیتے ہیں کہ کتنے ایکڑ زمین میں ہل چلاتے وقت کتنا ڈیزل استعمال ہوا ہے یا کس فصل کو فی ایکڑ کتنا پانی چاہیئے ۔خود بھی بہت اچھا ٹریکٹر چلا لیتے ۔خسارے میں جانے والی زمین سے منافع آنے لگا۔محنت کے عادی تھے۔گندم یا چاولوں کی بوریاں ٹرالی میں لادنی ہوتی تو مزدوروں کے ساتھ مل کر کام بھی کر لیتے ۔چھوٹے سے چھوٹے ملازم کے ساتھ بھی بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے ۔اور ہر خوشی غمی کے موقع پر ان کا پورا خیال رکھتے اگر کسی کے کام سے خوش ہوتے تو انعام بھی دیتے مزارعوں کے بچوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے ۔انہی خوبیوں کی وجہ سے مزارعین آپ کے گرویدہ تھے۔

اسی طرح دیگر ملازمین مکرم امیر علی ملاح مہر لال اور کبیر علی جوئیہ (یہ تینوں غیر از جماعت ہیں) نے ان الفاظ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

چھوٹے میاں صاحب لین دین کے معاملات میں بڑے کھرے تھے نوکروں سے مائی باپ جیسا سلوک کرتے

خواہ کچھ بھی ہو جائے کسی کے جائز پیسے یا تنخواہ نہیں روکتے تھے۔

آپ بہت حیادار انسان تھے ڈیرے پر ہماری بہو بیٹیاں بھی موجود ہوتی ہیں آپ جب بھی زمینوں پر آتے تو ڈیرے کے اس جانب سے گزرتے جہاں ہماری کوئی عورت موجود نہ ہو۔ اور پھر ڈیرے کے پاس سے گزرتے ہوئے نظر ہمیشہ نیچی رکھتے حالانکہ یہ ڈیرہ بھی آپ کا تھا اور یہ زمین بھی آپ کی۔

ہم میں سے کوئی کام کرتا نظر آتا تو سیدھے وہیں آجاتے اور ہم سے باتیں کرتے دوسروں کی عزت کا بہت خیال رکھتے ہم خوشامد نہیں کرتے مگر یہ سچ ہے کہ آپ ہماری عزتوں کے رکھوالے تھے۔

جب کسی فصل کے بیج ڈالنے کی باری ہوتی تو بڑی احتیاط کرواتے خود سامنے کھڑے ہو جاتے اور ہمیں کہتے کہ ایک سمت میں بیج ڈالو باقاعدہ نگرانی کرتے غصے میں کبھی نہ آتے تھے۔

اگر کسی سے پانی وغیرہ یا کوئی اور نقصان ہو جاتا تو درگزر کر دیتے پر اتنا ضرور دیکھتے کہ نقصان جان بوجھ کے کیا گیا ہے یا بشری کمزوری کے تحت ہو گیا ہے۔

اگر ہم یا ہمارے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو ہر ممکن مدد کرتے اور ہسپتال سے بھی مدد دلواتے خود بھاگ دوڑ کر کے اکثر مفت علاج کروا دیتے۔

ایک خاص شفقت ان کی یہ تھی کہ مشکل وقت میں کسی کی بھی جو مالی مدد وغیرہ فرماتے تو بعد میں کبھی اس سے وصول نہ کرتے اور اگر کوئی شخص واپس لوٹانے کی کوشش کرتا تو کہتے تمہارے بچے بھی تو میرے بچوں کی طرح ہیں۔

آپ سب سے ٹھیٹھ پنجابی میں گفتگو کرتے اور کبھی اپنی علمیت کا رعب نہیں جھاڑتے تھے۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ہر ملازم کو پانچ سو روپے دیتے تھے اور کئی دفعہ آپ اکٹھا نیا کپڑا خرید کر لاتے اور ملازمین کو تحفۃً سوٹ وغیرہ بنوانے کے لئے دیتے تھے اور یہ سب کچھ مقررہ تنخواہ کے علاوہ تھا اگر کسی بیلدار کے ہاں دوران سال اناج ختم ہو جاتا تو اسے ضرورت کے مطابق اناج مہیا کرتے اور بعد میں تقاضا نہ کرتے۔ کسی بچہ یا بچی کی شادی پر خوشی سے امداد بھی کرتے۔

ماتحتوں کو سمجھانے کا انداز

آپ کا اپنے ملازمین کو سمجھانے کا انداز بھی بڑا دلنشین تھا۔

ایک بار میاں صاحب نے انہیں پچیس، پچیس روپے جرمانہ کر دیا واقعہ کچھ یوں ہے کہ مرزا غلام قادر صاحب نے انہیں کسی کھیت میں پنیری ڈالنے سے متعلق ہدایت دی کہ زمین مزید ہموار کرنا اور پھر بیج ڈالنا انہوں نے محنت سے بچنے کے لئے اس ہدایت پر صحیح طور پر عمل نہ کیا اور بیج ڈال دیا۔ جب میاں صاحب کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے سرزنش کی اور کہا کہ اس بار

دونوں کی تنخواہ میں سے پچیس، پچیس روپے کاٹ لئے جائیں گے۔ کیونکہ تم نے جانتے بوجھتے میری بات کو نظر انداز کیا ہے۔

دونوں نے بات بنائی کہ اگر ہم زیادہ ہموار نہ بھی کریں تو بھی فصل اس جگہ سے اچھی ہی ہوگی میاں صاحب نے بہانہ نہ مانا اور تنخواہ کے وقت پچیس، پچیس روپے کاٹ لئے، گو کہ اس واقعہ کے چند روز بعد آپ نے کسی بہانے سے انعام کے طور پر پچاس پچاس روپے دے دئے اور انہیں سمجھاتے ہوئے کہا کہ اگر میں کسی پھلدار درخت کو بھی کاٹنے کے لئے کہوں تو تم نے اطاعت کرنی ہے، اور اس کو کاٹ دینا ہے۔ کیونکہ میں ہر پہلو مدنظر رکھ کر ہی تمہیں کوئی بات کہتا ہوں۔

اس واقعہ کا ملازمین پر بڑا اثر ہوا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ آئندہ سے میاں صاحب جو بھی کہیں انہیں صرف اس بات پر عمل کرنا ہے۔

مزارعین کی تربیت کے ساتھ ساتھ آپ کی شفقت اور عنایتوں نے محبت کے دیپ روشن کئے اور وہ کام جو عام طور پر بیگار سمجھ کر کیا جاتا ہے ایمانداری سے ہونے لگا۔ بہت جلد زمین کی فی ایکڑ آمد پہلے سے بہت بڑھ گئی۔

بچوں پر شفقت

بچوں سے شفقت کا ایک عجیب دلفریب واقعہ آپ کی زمینوں کے بیلدار کمیر علی جوئیہ نے سنایا کہ میرے بچہ نے ایک دفعہ چھوٹی سائیکل کی فرمائش کی تو آپ نے مذاق سے کہا سامنے والے پلاٹ کی گھاس درست کر دو تو نئی سائیکل لے دوں گا بچہ خوشی سے کھل اُٹھا اور گھاس صاف کرنے لگا آپ کو بچہ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ آپ نے بچے کو بڑی سائیکل دلا دی تا کہ سکول جانے کے کام بھی آئے۔ اب نہ صرف بچہ بلکہ سب سائیکل استعمال کر رہے ہیں اور میاں صاحب کو دعائیں دیتے ہیں۔

تمہارے بچے بھی یہاں آتے ہیں یہ تمہیں تکلیف پہنچا سکتے ہیں

امیر علی ملاح صاحب نے زمینوں پر کام کرتے ہوئے بڑا سانپ دیکھا میاں قادر صاحب کام کا جائزہ لے رہے تھے سانپ دیکھا تو ٹھٹھکے دور تک کچی زمین تھی ہاتھ میں کوئی ڈنڈا وغیرہ بھی نہیں تھا۔ امیر صاحب کو میاں صاحب نے کہا کہ میں سانپ کو روکے رکھنے کی کوشش کرتا ہوں تم ڈیرے سے ڈنڈا لے آؤ اس نے سمجھایا کہ سانپ خطرناک ہے اور آپ نے نل بوٹ بھی نہیں پہنے ہوئے بہتر ہے کہ اسے جانے دیا جائے مگر آپ نے فرمایا تم دن رات یہاں کام کرتے ہو تمہارے بچے بھی یہاں آتے ہیں یہ تمہیں تکلیف پہنچا سکتا ہے ڈیرے سے ڈنڈا لانے میں جس قدر وقت لگا آپ نے سانپ کو روکے رکھا پھر اسے مار دیا گیا۔

کارکن سے محبت کا غیر معمولی واقعہ

محترم میاں غلام قادر صاحب شہید کی ماتحتی میں کام کرنے والے تمام کارکن اس بات پر متفق تھے کہ انہوں نے دس

سال کے عرصہ میں کبھی میاں صاحب کو اس قدر غصہ اور جلال میں نہیں دیکھا جتنا وہ ایک روز ایک کارکن کی ناگہانی بے ہوشی کے وقت غصہ میں آئے۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ مکرم احسان محمد صاحب کسی بیماری کے باعث ایک بار دفتر میں بے ہوش ہو گئے کارکنان نے ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر کامیاب نے ہو سکے انہوں نے میاں صاحب کو بتایا تو میاں صاحب نے فوراً فضل عمر فون کیا کہ ایمبولنس بھجوا دیں اسی دوران آپ انتہائی بے قراری سے اپنے کارکن کے ہاتھ اور سر وغیرہ سہلا رہے تھے تاکہ کسی طرح خون کی گردش جاری رہے عجب بے چینی کا سماں تھا کہ کسی کو پانی لانے کو کہہ رہے ہیں تو کبھی فون کی طرف بھاگ رہے ہیں

ایمبولنس نے آنے میں ذرا دیر لگائی تو آپ بار بار ایک کرب کی حالت میں ہسپتال فون کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہسپتال والوں پر آپ کے اس رویہ میں کوئی تصنع یا بناوٹ نہ تھی بلکہ واقعتاً یہ اس سچی محبت کا اثر تھا جو آپ کو اپنے کارکنان سے تھی ہاں یہ درست ہے کہ آپ خاموش محبت کرنے والے تھے وہ محبت جو زبان سے اظہار کی محتاج نہیں ہوتی۔

حضرت میاں صاحب کے ایک مزارع مہر لال صاحب کا تبصرہ بہت جامع ہے

آساں بوں بندے ڈِٹھے حاں پر ایہو جیا نا ڈِٹھا

یعنی ہم نے بہت بندے دیکھے ہیں مگر ان جیسا نہیں دیکھا صرف مہر لال صاحب نے ہی نہیں چشم فلک نے ایسا بندہ کم دیکھا ہو گا جس نے محبت، اپنائیت اور شفقت سے سب کے دل جیت لئے ہوں۔ والدین کی دعائیں لی ہوں اور خدمت میں عظمت کی بے نظیر مثالیں قائم کی ہوں۔

انہی زمینوں پر کام کرتے ہوئے آپ سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔

ان خدمت گزاروں نے اپنے محسن کو اجنبیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھے دیکھا اور پھر .... کبھی نہ دیکھا۔

دست عزرائیل میں مخفی ہے سب راز حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شراب زندگی

(ماخوذ از "مرزا غلام قادر صاحب" صفحہ نمبر 196-213)

☆☆☆☆

ضروری اعلان

سال ختم ہونے میں دو ماہ باقی ہیں براہ کرم اپنے بقایا جات جلد ادائیگی فرما کر ممنون فرمائیں۔

(مینیجر ماہنامہ انصاراللہ)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۲۰۰۸ء کے لئے دعائیں اور عبادات

- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کیا جائے۔
- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔
- سورۃ فاتحہ (روزانہ کم از کم ۷ مرتبہ پڑھیں)
- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (۲:۲۵۱)

(روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (۳:۹)

(روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (روزانہ کم از کم ۱۱ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب انکے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ

(روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (روزانہ کم از کم ۳۳ مرتبہ پڑھیں)

(احباب کرام: ان دعاؤں کا ورد جاری رکھیں)

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا احسانِ عظیم

(انتخاب از کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

رکھ پیشِ نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں، جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا، خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی، یوں ماں تیری گھبراتی تھی
یہ خون جگر سے پالنے والے تیرا خون بہاتے تھے
جو نفرت تیری ذات سے تھی۔ فطرت پر غالب آتی تھی
کیا تیری قدرو قیمت تھی؟ کچھ سوچ! تیری کیا عزت تھی
تھا موت سے بدتر وہ جینا قسمت سے اگر بچ جاتی تھی
عورت ہونا تھی سخت خطا تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا، تا مرگ سزائیں پاتی تھی
گویا تو کنکر پتھر تھی، احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر!، ترکہ میں بانٹی جاتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انسان کہلاتی ہے،سب حق تیرے دلواتا ہے

MONTHLY ANSARULLAH

November 2009

Regd. # CPL-8/MDFD

EDITOR: NASEER AHMAD ANJUM

Ph: (047)-6212982Fax: (047)-6214631(C.Nagar 35460) E-mail:ansarullahpakistan@gmail.com

پختگی کے ساتھ کام کرنے کی عمر

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے بحثیت صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ 1981ء میں منعقدہ اجتماع انصاراللہ برطانیہ کے لئے اپنے پیغام میں فرمایا:۔

یہ خیال دل سے نکال دیں کہ انصاراللہ ایسے بوڑھوں کی ایک جماعت ہے جن کا عمل کا زمانہ پیچھے رہ چکا ہے اور اب ارام اور استراحت اور خوابِ غفلت کے مزے اڑانے کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت اس غلط مغربی تصور کی تکذیب کررہی ہے کیونکہ انبیاء کی بھاری اکثریت کا انتخاب اس نے اس عمر سے کیا جو ہماری اصطلاح میں انصار کی عمر کہلاتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ کے نزدیک پختگی کے ساتھ کام کرنے کی عمر کا آغاز لگ بھگ چالیس سال سے شروع ہوتا ہے اور یہ کام کی عمر آخری سانس تک جاری رہتی ہے

(تاریخ انصاراللہ جلد دوم صفحہ ۴۲۰)